Chapter 27 سورۃ النمل The ants

آیات 93

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اللہ کے نام سے جو سنورنے والوں کی مرحلہ وار اور قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے والا ہے (وہ یہ آگاہی دے رہا ہے کہ)!

طٰسٓ قف تِلۡكَ اٰيٰتُ الۡقُرۡاٰنِ وَكِتَابٍ مُّبِيۡنٍ ۙ﴿۱﴾

1- طٰس: ط یعنی المقسط یعنی وہ اللہ جس نے مکمل انصاف کے ساتھ حقوق و واجبات کے صحیح صحیح پیمانے مقرر کر رکھے ہیں۔ س یعنی سمیع یعنی اللہ وہ جو ہمیشہ ہر وقت اور ہر جگہ سب کچھ سننے والا ہے (یہ اُس کا فرمان ہے کہ) یہ آیات یعنی یہ سچائیاں اور احکام وقوانین قرآن کے ہیں جو کہ کتابِ مُبین ہے یعنی جو ایک واضع ضابطہء حیات ہے۔

(**نوٹ**: اس آیت 27/1 میں اگر ''وَ'' کا ''جو کہ'' کی بجائے عمومی مطلب ''اور'' لیا جائے تو آیت کا مطلب یوں نکلتا ہے کہ ''یہ آیات قرآن کی ہیں اور کتابِ مبین کی ہیں یعنی وہ کتاب جو بہت واضع ہے۔ البتہ کتابِ مبین قرآن کو بھی کہا جاتا ہے اور اللہ کے لامحدود علوم کو بھی کہا جاسکتا ہے جن میں سے کچھ تو انسان پر واضع کر دیے گئے ہیں۔ اس لحاظ سے آیت کا مطلب یوں ہوگا کہ ''یہ آیات یعنی یہ احکام وقوانین وسچائیاں قرآن کی ہیں اور اللہ کے لامحدود علوم میں سے عطا کی گئی ہیں)۔

هُدًى وَّبُشۡرٰى لِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ ۙ﴿۲﴾

2- (اور کتابِ مبین قرآن کی یہ آیات) صحیح راستے کی طرف رہنمائی کرتی ہیں اور اہلِ ایمان کو یعنی ان لوگوں کو جو نازل کردہ سچائیوں واحکام وقوانین کو تسلیم کر کے امن میں یعنی اطمینان و بے خوفی کی حالت میں داخل ہو جاتے ہیں یہ انہیں خوشخبری دیتی ہیں کہ ان احکام وقوانین پر چلتے رہنے کے نتائج حسین وجمیل ہوتے ہیں (بشرٰی)۔

الَّذِيۡنَ يُقِيۡمُوۡنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤۡتُوۡنَ الزَّكٰوةَ وَهُمۡ بِالۡاٰخِرَةِ هُمۡ يُوۡقِنُوۡنَ ﴿۳﴾

3- (اور یہ خوشخبری انہی اہلِ ایمان کے لئے ہے) جو صلواۃ اور زکواۃ کی ادائیگی (کے نظام کے) قیام کے لئے جدوجہد کرتے رہتے ہیں۔ اور یہ وہ ہیں جو آخرت پر پورا یقین رکھتے ہیں۔

اِنَّ الَّذِيۡنَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمۡ اَعۡمَالَهُمۡ فَهُمۡ يَعۡمَهُوۡنَ ؕ﴿۴﴾

4- (لہٰذا) کسی شک میں نہ رہنا کہ (ان اہلِ ایمان کے برعکس) جو لوگ آخرت کی زندگی کو تسلیم ہی نہیں کرتے (اور اسی مادی زندگی کو اول و آخر سمجھ کر مادی فائدوں کے لئے زندگی گزارتے ہیں) تو ہم ان کے اعمال کو ان کے لئے خوشنما بنا

دیتے ہیں۔ چنانچہ پھر وہ (اسی خود فریبی میں) بھٹکتے پھرتے ہیں۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْعَذَابِ وَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ۝۵

5- چنانچہ یہی وہ لوگ ہیں (جو جوابدہی پر یقین نہ رکھنے کی وجہ سے غلط روشِ زندگی پر چلتے چلے جاتے ہیں) جو ان کے لئے ایک بُرا عذاب بن کر رہ جاتی ہے اور پھر وہ آخرت میں بھی سخت نقصان میں رہتے ہیں۔

وَاِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ ۝۶

6- اور حقیقت یہ ہے کہ (نوعِ انسان کو اسی نقصان اور تباہی سے بچانے کے لئے تجھے اے رسولؐ) یہ قرآن دیا گیا ہے اور یہ اس (اللہ) کی طرف سے (نازل ہوا ہے) جس نے حقائق کی باریکیوں کے مطابق درست اور نا درست کی اٹل حدیں مقرر کر رکھی ہیں اور جو ہر چیز کے بارے میں لامحدود علم رکھنے والا ہے۔

اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِاَهْلِهٖٓ اِنِّىْٓ اٰنَسْتُ نَارًا ؕ سَاٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ اٰتِيْكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ۝۷

7- (اور یہ جو کہا گیا ہے کہ غلط راستے پر چلنے کا انجام تباہی ہوتا ہے تو اسے مزید سمجھنے کے لئے ایک بار پھر موسیٰؑ اور فرعون کی کشمکش کا تجزیہ وہاں سے شروع کرو) جب ایک (تاریک رات میں موسیٰؑ اور اس کے ساتھی ایک پہاڑ کے دامن میں تھے اور رات کی تاریکی میں راستے کا پتہ ونشان نہیں ملتا تھا اور سردی بھی تھی، چنانچہ) موسیٰ نے اپنے ساتھیوں سے کہا! کہ میں نے (دُور) ایک آگ دیکھی ہے۔ (تم یہیں ٹھہرو۔ میں جاتا ہوں اور) میں ابھی تمہارے پاس (راستے کا پتہ و نشان کی کوئی) خبر لاتا ہوں یا آگ کا انگارہ (لے کر آتا ہوں) تاکہ تم لوگ اسے تاپ سکو (اور اس طرح رات بسر ہو جائے 28/29)۔

فَلَمَّا جَآءَهَا نُوْدِىَ اَنْۢ بُوْرِكَ مَنْ فِى النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا ؕ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۸

8- پھر جب (موسیٰؑ اس آگ) کے پاس آیا تو اسے ایک آواز سنائی دی کہ جو آگ میں ہے اور جو اس کے آس پاس ہے اسے کثرت سے سامانِ نشوونما اور ثبات واستحکام مہیا کرنے والا بنا دیا گیا ہے۔ چنانچہ اس اللہ کے احکام کی تکمیل کے لئے بغیر کوتاہی کے تیزی سے سرگرمِ عمل ہو جاؤ جو سارے عالمین کی نشوونما کر رہا ہے۔

يٰمُوْسٰٓى اِنَّهٗٓ اَنَا اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۹

9- (موسیٰؑ حیران تھا کہ یہ آواز کہاں سے آئی۔ اس پر آنے والی آواز سے اسے سنائی دیا کہ) اے موسیٰ حقیقت یہ ہے کہ میں ہی وہ اللہ ہوں جو لامحدود قوتوں کا مالک ہے اور جس نے حقائق کی باریکیوں کے مطابق انسان کے لئے درست اور نا درست کی اٹل حدیں مقرر کر رکھی ہیں (اور جس کے لئے تمہیں یہ ذمہ داری دی گئی ہے کہ فرعون اور اس کی قوم کو نا درست

راہ سے ہٹنے کی دعوت دو اور قومِ اسرائیل کو درست راہ پر چلنے کی تلقین کرو)۔

وَ اَلْقِ عَصَاكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ؕ يٰمُوْسٰى لَا تَخَفْ ۟ اِنِّيْ لَا يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُوْنَ ۝۱۰

10- اور (اس مہم کے سلسلے میں مختلف احکام اور معجزاتی نشانیاں بھی دی گئیں جنہیں جاننے کے لئے اس آواز سے موسیٰؑ کو سنائی دیا کہ اے موسیٰ) تم ذرا اپنی لاٹھی کو پھینکو۔ (موسیٰؑ نے حکم کے مطابق اپنی لاٹھی پھینک دی اور) پھر جب اسے دکھائی دیا کہ گویا کہ وہ لہراتا ہوا سانپ ہے تو وہ لوٹ کر بھاگ نکلا اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا۔ (ارشاد ہوا کہ) اے موسیٰ! مت خوف کھاؤ اور یقین رکھو کہ میرے پاس رسول خوف نہیں کھایا کرتے۔

اِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًا بَعْدَ سُوْٓءٍ فَاِنِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۱۱

11- سوائے اس کے جس نے کوئی ظلم کیا ہو۔ البتہ اگر اس نے بُرائی (کو زندگی کی حسین راہ پر چل کر) اچھائی میں بدل ڈالا ہے (تو پھر اسے ڈرنا نہیں چاہیے) کیونکہ بلاشبہ (اللہ وہ ہے جو) تباہیوں سے محفوظ کر کے اپنی حفاظت میں لے لینے والا ہے اور سنورنے والوں کی قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے والا ہے۔

وَاَدْخِلْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ ۟ فِيْ تِسْعِ اٰيٰتٍ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ۝۱۲

12- اور (دوسری نشانی یہ ہے کہ تم) اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈالو تو وہ کسی عیب کے بغیر سفید روشن (ہو کر) نکلے گا۔ (بہر حال، یہ دونوں نشانیاں ان) نو احکام و قوانین سے متعلق ہیں جنہیں لے کر تم فرعون اور اس کی قوم کی طرف جاؤ۔ کیونکہ اس قوم نے نشو و نما دینے والی حفاظتوں سے نکل کر خرابی اور بے اطمینانی پیدا کرنے والا راستہ اختیار کر رکھا ہے (فاسقین)۔

فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ اٰيٰتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۱۳

13- لیکن جب اس قوم کے پاس ہمارے اس قدر بصیرت افروز احکام و قوانین آئے (تو بجائے اس کے کہ وہ لوگ ان پر ایمان لے آتے، وہ الٹا) یہ کہنے لگے کہ یہ تو کھلا کھلا جادو ہے۔

وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا ؕ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ۝۱۴ ع 1 14 16

14- حالانکہ انہیں دل میں یقین ہو چکا تھا (کہ موسیٰؑ نے جو کچھ پیش کیا وہ جادو نہیں) لیکن انہوں نے محض اپنی سرکشی اور تکبر کی بناء پر اس سے انکار کر دیا۔ مگر تم دیکھ لو کہ (یہ لوگ جو) امن و اطمینان تباہ کر کے زندگی کے حسن و توازن کو بگاڑنے

والے تھے (مفسدین) تو ان کا انجام کیسا ہوا۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا ۚ وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۵﴾

15- اور تحقیق کرنے والے جانتے ہیں کہ ہم نے (بنی اسرائیل میں) داؤد اور سلیمان (جیسے رسول پیدا کیے اور انہیں) علم سے نوازا گیا۔ انہوں نے اللہ کی تحسین و آفرین کرتے ہوئے کہا! کہ یہ ہے وہ (اللہ) جس نے ہمیں اپنے بہت سے مومن بندوں پر فضیلت عطا کی ہے۔

وَوَرِثَ سُلَيْمٰنُ دَاوٗدَ وَقَالَ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَاُوْتِيْنَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ۭ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۶﴾

16- اور پھر داؤد کے بعد سلیمان اس کا جانشین ہوا۔ اور (مملکت کا اقتدار سنبھالنے کے بعد) وہ یوں رعایا سے مخاطب ہوا! کہ مجھے پرندوں کی بولیوں (تک) کا علم عطا کیا گیا ہے (اور اس مملکتِ خداداد کی قوتوں اور ثروتوں کو دیکھو) کہ ہمیں ہر قسم کا ساز و سامان میسر کیا گیا ہے۔ بلا شبہ یہ صاف طور پر اسی (اللہ) کی عطا کردہ فضیلتیں اور فراوانیاں ہیں۔

وَحُشِرَ لِسُلَيْمٰنَ جُنُوْدُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿۱۷﴾

17- اور سلیمان کے لئے جنوں اور انسانوں اور پرندوں کے لشکر جمع کیے گئے تھے۔ مگر وہ پورے نظم و ضبط کے ساتھ رکھے جاتے تھے۔

حَتّٰٓى اِذَآ اَتَوْا عَلٰي وَادِ النَّمْلِ ۙ قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰٓاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ ۙ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۱۸﴾

18- (ایک دفعہ سلیمانؑ کو معلوم ہوا کہ سبا کی مملکت، اس کے خلاف سرکشی کا ارادہ رکھتی ہے چنانچہ وہ اس کی طرف لشکر لے کر روانہ ہوا۔ سفر کرتے ہوئے) یہاں تک کہ جب وہ چیونٹیوں کی وادی میں پہنچے تو ایک چیونٹی نے کہا، اے چیونٹیو! اپنے بلوں میں داخل ہو جاؤ۔ (کیونکہ کہیں ایسا نہ ہو) کہ سلیمان اور اس کا لشکر تمہیں روند ڈالے اور انہیں اس کا شعور تک نہ ہو (کہ کیا کچھ اس لشکر کے تلے کچلا جا چکا ہے)۔

فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰي وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۹﴾

19- (سلیمانؑ نے یہ سنا) تو وہ مسکرایا اور اس کی بات پر ہنس دیا۔ اور دُعا کی! کہ اے میرے نشو و نما دینے والے! مجھ پر نظم و ضبط طاری رکھنا (کیونکہ مجھے اس قدر علم عطا کر دیا گیا ہے کہ میں چیونٹی کی آواز تک کا ادراک کر لیتا ہوں تو اس کی وجہ

سے کہیں مجھ سے کوئی زیادتی یا غفلت نہ ہو جائے میری مدد کرنا) تا کہ میں تیری عطا کردہ خوشگواری اور سرفرازی کا شکر ادا کرتا رہوں جس کا تُو نے مجھ پر اور میرے والدین پر انعام فرمایا ہے۔ اور (مجھے بھی توفیق دے) کہ میں سنور نے سنوارنے والے ایسے کام کروں جو تیری مرضی کے مطابق ہوں اور اس طرح تُو میری قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے مجھے اپنے اُن بندوں میں شامل کر دے جو سنور نے سنوارنے کی تگ و دو میں مصروف رہتے ہیں۔

وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَآ اَرَى الْهُدْهُدَ ۖ اَمْ كَانَ مِنَ الْغَآئِبِيْنَ ﴿٢٠﴾

20- بہر حال (لشکر جب آگے چلتا گیا تو ایک مقام پر ایسا ہوا کہ سلیمانؑ نے لشکر کے) پرندوں کا جائزہ لیا اور پوچھا کہ کیا بات ہے مجھے (لشکر میں) ہدہد دکھائی نہیں دیا۔ کیا وہ کہیں ان میں سے ہے جو غائب ہو جاتے ہیں؟ (یعنی جو ساتھ چھوڑ کر چلے جاتے ہیں)۔

لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا شَدِيْدًا اَوْ لَاَاذْبَحَنَّهٗٓ اَوْ لَيَاْتِيَنِّيْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿٢١﴾

21- (اور اگر یہ ثابت ہو گیا کہ وہ بلا وجہ عین موقع پر ہمارا ساتھ چھوڑ کر چلا گیا ہے تو نظم وضبط کا یہی تقاضا ہے کہ) میں اسے ضرور سخت سزا دوں گا بلکہ اسے ذبح کر ڈالوں گا یا اسے (یوں غیر حاضر ہونے کی) ضرور کوئی واضح وجہ پیش کرنی ہوگی (تا کہ وہ سزا سے بچ سکے)۔

فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيْدٍ فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍۢ بِنَبَاٍ يَّقِيْنٍ ﴿٢٢﴾

22- لیکن تھوڑے ہی عرصے کے بعد (ہدہد) آ گیا۔ اور پھر اس نے کہا! کہ میں نے وہ معلومات حاصل کی ہیں جو آپ کے علم میں نہیں ہیں۔ اور میں سبا سے آپ کے پاس ایک یقینی خبر لے کر آیا ہوں۔

اِنِّيْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَاُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَّلَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ ﴿٢٣﴾

23- (اور خبر یہ ہے کہ) میں نے واقعی ایک عورت کو دیکھا ہے جو اُن پر حکمران ہے اور اسے ہر طرح کا ساز و سامان میسر کیا گیا ہے اور وہ عظیم الشان تخت کی مالک ہے۔

وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿٢٤﴾

24- اور (اس نے یہ بھی بتایا کہ) میں نے دیکھا ہے کہ وہ اور اس کی قوم کے لوگ اللہ کی بجائے سورج کی پرستش کرتے ہیں۔ اور شیطان نے ان کے اعمال ان کے لئے خوشنما بنا رکھے ہیں (اس لئے وہ اپنے مسلک کو بالکل صحیح اور درست سمجھتے ہیں اور یوں) اس نے انہیں (زندگی کے صحیح) راستے (کی طرف آنے سے ایسے) روک رکھا ہے کہ وہ اس کی

طرف رہنمائی نہیں حاصل کر پاتے۔

اَلَّا یَسۡجُدُوۡا لِلّٰہِ الَّذِیۡ یُخۡرِجُ الۡخَبۡءَ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ یَعۡلَمُ مَا تُخۡفُوۡنَ وَ مَا تُعۡلِنُوۡنَ ﴿۲۵﴾

25-(اس نے کہا کہ حیرت ہے کہ وہ) اللہ کی پرستش نہیں کرتے۔ وہ (اللہ) جو آسمانوں اور زمین میں چھپی ہوئی (چیزوں) کو نکالتا ہے۔ اور اسے سب علم ہے جو تم چھپاتے ہو اور جو تم ظاہر کرتے ہو (اس کے باوجود انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر سورج کو اپنا معبود بنا رکھا ہے)۔

السجدۃ 8

اَللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِیۡمِ ﴿۲۶﴾

26-(حالانکہ) اللہ کے سوا کسی کی غلامی و پرستش نہیں کی جاسکتی۔ (اور یہ وہ ہے) جو ضابطوں پر مبنی ساری کائنات کو سہارا دینے والی عظیم الشان قوت کی نشو و نما کر رہا ہے۔

قَالَ سَنَنۡظُرُ اَصَدَقۡتَ اَمۡ کُنۡتَ مِنَ الۡکٰذِبِیۡنَ ﴿۲۷﴾

27-(سلیمانؑ نے یہ سب کچھ سنا اور) کہا! کہ ہم ابھی معلوم کر لیتے ہیں کہ تمہارے بیان میں کہاں تک صداقت ہے یا تم ان میں سے ہو جو جھوٹ بولا کرتے ہیں (اور سچا ہونے کا دعویٰ کرتے رہتے ہیں)۔

اِذۡہَبۡ بِّکِتٰبِیۡ ہٰذَا فَاَلۡقِہۡ اِلَیۡہِمۡ ثُمَّ تَوَلَّ عَنۡہُمۡ فَانۡظُرۡ مَاذَا یَرۡجِعُوۡنَ ﴿۲۸﴾

28-(لہٰذا، اب تم ایسا کرو کہ) یہ میرا خط لو اور اسے لے جا کر (سبا کے فیصلہ سازوں) کی طرف ڈال دو اور پھر ان کی جانب سے واپس آ جاؤ اور اس کے بعد دیکھو کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں۔

قَالَتۡ یٰۤاَیُّہَا الۡمَلَؤُا اِنِّیۡۤ اُلۡقِیَ اِلَیَّ کِتٰبٌ کَرِیۡمٌ ﴿۲۹﴾

29-(ملکہ نے وہ خط پا کر اپنے مشیروں کی مجلس بلائی اور) وہ ان سے یوں مخاطب ہوئی! کہ اے اہلِ دربار! حقیقت یہ ہے کہ میری طرف یہ جو خط ڈالا گیا ہے تو یہ بڑے ہی شریفانہ انداز میں لکھا گیا ہے۔

اِنَّہٗ مِنۡ سُلَیۡمٰنَ وَ اِنَّہٗ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ﴿ۙ۳۰﴾

30-(اور) یقیناً وہ سلیمان (کی طرف) سے ہے اور وہ (یوں شروع کیا گیا ہے کہ) بلاشبہ اُس اللہ کے نام سے جو سنور نے والوں کی مرحلہ وار اور قدم بہ قدم مدد و رہنمائی کرتے ہوئے انہیں ان کے کمال تک لے جانے والا ہے (اس کا ارشاد ہے کہ اللہ کے سوا کسی کی پرستش نہ کرو)۔

اَلَّا تَعۡلُوۡا عَلَیَّ وَ اۡتُوۡنِیۡ مُسۡلِمِیۡنَ ﴿۳۱﴾ؑ

ع 2 17 17

31-لہٰذا، تم لوگ مجھ پر سرکشی نہ کرو (یعنی میری دعوت سے بغاوت نہ کرو) اور فرماں بردار ہو کر میرے پاس آ جاؤ۔

قَالَتْ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِيْ فِيْٓ اَمْرِيْ ۚ مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ ﴿۳۲﴾

32-(خط سنا لینے کے بعد اپنے اکابرین سے مخاطب ہوکر ملکہ سبا نے) کہا! کہ اے سردارانِ قوم! میرے اس معاملے میں مجھے مشورہ دو کیونکہ جب تک تم موجود ہوتو میں تم سے (مشورہ کیے بغیر کسی) معاملہ کا آخری فیصلہ نہیں کیا کرتی۔

قَالُوْا نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّاُولُوْا بَاْسٍ شَدِيْدٍ ۙ وَّالْاَمْرُ اِلَيْكِ فَانْظُرِيْ مَاذَا تَاْمُرِيْنَ ﴿۳۳﴾

33-انہوں نے کہا (کہ اگر سلیمانؑ کے پاس بڑے بڑے جرار لشکر ہیں تو ہم بھی کم نہیں ہیں) کیونکہ ہم بھی بڑی قوتوں کی مالک سخت (جنگجو قوم ہیں۔ اس لئے اس وجہ سے خوف زدہ ہونے کی کوئی بات نہیں ہے۔ لیکن یہ اس معاملہ کا صرف ایک پہلو ہے جس کی طرف سے ہم آپ کو اطمینان دلاتے ہیں۔ اس کے دوسرے پہلوؤں پر آپ غور کر لیں) اور دیکھ لیں کہ آپ نے کیا فیصلہ کرنا اور حکم صادر کرنا ہے (کیونکہ ہم اُس پر عمل کریں گے۔ لہٰذا، ہم آپ کے حکم کے منتظر ہیں)۔

قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً ۚ وَكَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۴﴾

34-اس نے کہا! کہ اس بات کا تو مجھے یقین ہے (کہ تم جنگ سے گریز نہیں کروگے۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ) جب بادشاہ (فتح حاصل کر کے) کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو وہ اسے تہس نہس کر دیتے ہیں اور (وہاں انسانی اطمینان اور انسانی وقار کا اس طرح تختہ الٹ دیتے ہیں) کہ وہاں کے صاحبِ عزت اکابرین کو ذلیل وخوار کر کے رکھ دیتے ہیں۔ اور (بادشاہ) اسی طرح کرتے چلے آئے ہیں۔ (لہٰذا، میں چاہتی ہوں کہ جہاں تک ممکن ہو سکے ہم جنگ سے گریز کرنے کی کوشش کریں)۔

وَاِنِّيْ مُرْسِلَةٌ اِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ فَنٰظِرَةٌۢ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۳۵﴾

35-اور (یوں کرتے ہیں کہ) بنا کسی شک کے میں ان کی طرف ایک تحفہ بھیجتی ہوں اور پھر دیکھ لیتی ہوں کہ قاصد کیا جواب لے کر لوٹتے ہیں۔

فَلَمَّا جَآءَ سُلَيْمٰنَ قَالَ اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ ۡ فَمَآ اٰتٰىنَِۦ اللّٰهُ خَيْرٌ مِّمَّآ اٰتٰىكُمْ ۚ بَلْ اَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُوْنَ ﴿۳۶﴾

36-چنانچہ جب وہ (قاصد تحفہ لے کر) آیا تو سلیمان نے کہا! کہ کیا تم مال سے میری مدد کرنا چاہتے ہو؟ حالانکہ اللہ نے جو کچھ مجھے نوازا ہے وہ اس سے کہیں زیادہ آسانیاں اور خوشگواریاں پیدا کرنے والا ہے جس سے کہ تمہیں نوازا گیا ہے۔ بلکہ یہ ہدیہ جو تمہارے لئے باعثِ مسرت ہے (اس کی میرے نزدیک کچھ قیمت نہیں۔ میرے نزدیک قدرو قیمت صرف اس کی ہے کہ تم اللہ کے احکام وقوانین کی اطاعت اختیار کرلو)۔

اِرۡجِعۡ اِلَیۡہِمۡ فَلَنَاۡتِیَنَّہُمۡ بِجُنُوۡدٍ لَّا قِبَلَ لَہُمۡ بِہَا وَ لَنُخۡرِجَنَّہُمۡ مِّنۡہَاۤ اَذِلَّۃً وَّ ہُمۡ صٰغِرُوۡنَ ﴿۳۷﴾

37- لہٰذا، تم اسے واپس انہی کی طرف لے جاؤ (کیونکہ جو اللہ کی پرستش کرنے والے ہیں وہ سورج کی پرستش کرنے والوں کی سرکشی کو شرک وکفر سمجھتے ہیں۔ اور انہیں جا کر بتلا دو) کہ ہم ایسا لشکر (لے کر ان کی طرف) آرہے ہیں کہ جس (کے مقابلے) کی انہیں طاقت نہیں ہوگی۔ اور (نتیجہ یہ ہوگا کہ) ہم انہیں ذلیل کر کے وہاں سے نکال دیں گے اور پھر وہ کم تر و پست ہو کر رہ جائیں گے۔

قَالَ یٰۤاَیُّہَا الۡمَلَؤُا اَیُّکُمۡ یَاۡتِیۡنِیۡ بِعَرۡشِہَا قَبۡلَ اَنۡ یَّاۡتُوۡنِیۡ مُسۡلِمِیۡنَ ﴿۳۸﴾

38- (چنانچہ قاصد واپس چلا گیا اور سلیمانؑ نے چڑھائی کا ارادہ کر لیا اور اپنے اہلِ دربار سے) کہا! کہ اے سردارانِ قوم! اس سے پہلے کہ وہ لوگ (سرکشی چھوڑ کر) فرماں بردار ہو کر میرے پاس آئیں، تم میں سے کون اس کا تخت میرے پاس لے کر آتا ہے۔

قَالَ عِفۡرِیۡتٌ مِّنَ الۡجِنِّ اَنَا اٰتِیۡکَ بِہٖ قَبۡلَ اَنۡ تَقُوۡمَ مِنۡ مَّقَامِکَ ۚ وَ اِنِّیۡ عَلَیۡہِ لَقَوِیٌّ اَمِیۡنٌ ﴿۳۹﴾

39- (اس پر) جنوں میں سے ایک بہت زیادہ قوت رکھنے والے نے کہا! کہ یقیناً میں اس کو آپ کے پاس اس سے پہلے ہی لے آؤں گا کہ آپ اپنی جگہ سے کھڑے ہوں۔ اور یہ حقیقت ہے کہ میں اس کی قوت بھی رکھتا ہوں اور قابلِ اعتماد بھی ہوں۔

قَالَ الَّذِیۡ عِنۡدَہٗ عِلۡمٌ مِّنَ الۡکِتٰبِ اَنَا اٰتِیۡکَ بِہٖ قَبۡلَ اَنۡ یَّرۡتَدَّ اِلَیۡکَ طَرۡفُکَ ؕ فَلَمَّا رَاٰہُ مُسۡتَقِرًّا عِنۡدَہٗ قَالَ ہٰذَا مِنۡ فَضۡلِ رَبِّیۡ ۟ۖ لِیَبۡلُوَنِیۡۤ ءَاَشۡکُرُ اَمۡ اَکۡفُرُ ؕ وَ مَنۡ شَکَرَ فَاِنَّمَا یَشۡکُرُ لِنَفۡسِہٖ ۚ وَ مَنۡ کَفَرَ فَاِنَّ رَبِّیۡ غَنِیٌّ کَرِیۡمٌ ﴿۴۰﴾

40- لیکن ایک شخص جس کے پاس کتاب کا علم تھا، اس نے کہا! کہ اس سے پہلے کہ آپ پلک جھپکیں میں اس (تخت) کو آپ کے پاس لائے دیتا ہوں۔ (بہر حال، چشم زدن میں وہ تخت اس شخص نے سلیمانؑ کے پاس پہنچا دیا)۔ چنانچہ جب سلیمان نے اسے اپنے پاس رکھا ہوا دیکھا تو وہ پکار اٹھا! کہ یہ سب میرے رب کی عطا کردہ فضیلتیں ہیں۔ (اور یہ اس لئے عطا کی گئی ہیں) تا کہ وہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا شکر کرنے سے انکار کرتا ہوں۔ اور (یہ حقیقت ہے کہ) جو شکر کرتا ہے (یعنی جو عطا کردہ نعمتوں کی قدر کرتا ہے یعنی ان کا غلط استعمال نہیں کرتا تو) وہ اپنے آپ کی ہی قدر کر رہا ہوتا ہے۔ اور جو شکر کرنے سے انکار کیے رکھتا ہے (یعنی جو نعمتوں کی قدر کرنے کی بجائے ان کا غلط استعمال کرتا ہے تو) بلاشبہ میرا رب تو وہ ہے جو محتاج ہی نہیں اور لامحدود عزتوں والا سخی ہے۔

(**نوٹ**: اس آیت 27/40 میں ایسے شخص کا ذکر ہے جس کے پاس کتاب کا علم تھا اور وہ چشم زدن میں سبا کی ملکہ کا تخت سلیمانؑ کے پاس لے آیا۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ اللہ کے لامحدود علوم کو کتاب کہا گیا ہے۔ ان لامحدود علوم میں سے اس شخص کے پاس کون سا یا کس طرح کا ایسا علم تھا اور وہ علم اسے کیسے حاصل ہوا جس کی وجہ سے اشیاء ایک مقام سے دوسرے مقام تک بلا کسی ظاہری ذریعہ کے وقت کے کم ترین لمحے میں پہنچ سکتی ہیں اس کے بارے میں اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ وقت اور مادے کا آپس میں کس کس طرح کا تعلق ہے اور اس کی آگاہی بھی اللہ ہی انسان کو عطا کر سکتا ہے)۔

قَالَ نَكِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ اَتَهْتَدِيْٓ اَمْ تَكُوْنُ مِنَ الَّذِيْنَ لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۴۱﴾

41-(بہر حال، اس تخت پر غور و خوض کرنے کے بعد سلیمانؑ نے) کہا! کہ اس کے لئے (یعنی سبا کی ملکہ کے لئے) اس کے تخت کی صورت و ساخت بدل دو (تا کہ جب وہ آکر اسے دیکھے تو ہم اسے آزمائیں کہ وہ اسے پہچانتی ہے یا نہیں جس سے معلوم ہو جائے گا کہ وہ کس قدر بصیرت اور دانش کی مالک ہے) اور جس سے ہم یہ دیکھیں گے! کہ کیا اس میں اصل حقیقت تک پہنچنے کی صلاحیت ہے یا یہ ان لوگوں میں سے ہے جنہیں درست راہ کا پتا بتا بھی دیا جائے مگر وہ اسے سمجھتے ہی نہیں۔

فَلَمَّا جَآءَتْ قِيْلَ اَهٰكَذَا عَرْشُكِ ۭ قَالَتْ كَاَنَّهٗ هُوَ ۚ وَاُوْتِيْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِيْنَ ﴿۴۲﴾

42-چنانچہ جب وہ آئی تو اس سے کہا گیا کہ کیا تمہارا تخت بھی ایسا ہی ہے؟ اس نے کہا، گویا یہ وہی ہے۔ اور (حقیقت یہ ہے) کہ ہمیں اس سے پہلے ہی علم حاصل ہو چکا تھا کہ (آپ اللہ کے رسول بھی ہیں) لہٰذا ہم مسلمان ہو گئے ہیں۔

وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَّعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ اِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ﴿۴۳﴾

43-اور (اس کے بعد یوں ہوا کہ) اس نے یعنی سلیمان نے اس کو یعنی ملکہ سبا کو (سورج کی) غلامی و پرستش سے روک دیا جو کہ اس نے اللہ کو چھوڑ کر اختیار کر رکھی تھی۔ حقیقت یہ تھی (کہ وہ ایسا اس لئے کرتی تھی کیونکہ) اس کا تعلق اس قوم سے تھا جس نے اللہ کے نازل کردہ احکام و قوانین کی صداقتوں کو تسلیم کرنے سے انکار کر رکھا تھا۔

قِيْلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ ۚ فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَّكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا ۭ قَالَ اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ ۥ قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۴﴾

ع 3 13 18

44-(اب ان کے تعلقات کی خوشگواری آگے بڑھی تو سلیمانؑ نے اسے اپنے ہاں بطورِ شاہی مہمان مدعو کیا اور شیش محل میں اس کے قیام کا بندوبست کیا۔ اس نے اس سے پہلے کبھی ایسا محل نہیں دیکھا تھا۔ لہٰذا، جب) اس سے کہا گیا کہ آپ محل کے اندر تشریف لائیں۔ تو جب اس نے اس (بلوریں فرش) کو دیکھا تو اسے گہرا پانی سمجھ کر اپنی پنڈلیاں کھول دیں

(یعنی لباس کوٹخنوں سے اوپر تک کر لیا اور اس سے وہ گبھرا سی گئی۔ سلیمانؑ نے اس کی گبھراہٹ کو بھانپ لیا) اور کہا کہ حقیقت یہ ہے کہ (یہ پانی نہیں ہے بلکہ) یہ محل شیشوں سے جڑا ہوا ہے (اور یہ شیشے کا فرش ہے جس میں عکس دکھائی دے رہے ہیں) اس پر وہ پکار اٹھی! کہ اے میرے نشو ونما دینے والے! میں نے یقیناً اپنے آپ پر زیادتی کی تھی (جو تجھے چھوڑ کر باطل خداؤں کی غلامی اختیار کر رکھی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ میں عقل وشعور کے اندھیروں میں تھی مگر اب) میں سلیمان کے ساتھ اسی اللہ کو تسلیم کر کے اس کی فرماں پذیر ہوں جو سارے عالمین کی نشو ونما کر رہا ہے۔

(**نوٹ**: سلیمانؑ اور ملکہ سبا کی سرگزشت میں بعض محققین لفظ نمل سے مراد چیونٹی کی بجائے ایسا قبیلہ لیتے ہیں جس کا نام نمل تھا۔ اِسی طرح وہ ہُد ہُد سے مراد ہُد ہُد پرندے کی بجائے سلیمانؑ کے لشکر کا ایک سپہ سالار لیتے ہیں۔ بہرحال، اگر قرآن کے مجموعی سیاق وسباق کو نگاہ میں رکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کا علم لامحدود ہے اور وہ اپنے علم میں سے خصُوصی طور پر نبیوں اور رسُولوں کو ایسے حقائق، علوم، نشانیوں اور معجزات سے سرفراز کرتا ہے جو عام انسانوں کو میّسر نہیں آسکتے۔ اور اِس کا مقصد یہ محسوس ہوتا ہے کہ چُونکہ افراد یا قوم اپنی جہالت، سرکشی اور ہدایت سے انکار پر اڑے رہنے والے ہوتے ہیں اس لئے اُنہیں اللہ کے پیغام کی جانب راغب کرنے کے لئے رسولوں کو اُن نشانیوں سے سرفراز کیا جاتا رہا)۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ فَاِذَا هُمْ فَرِيْقٰنِ يَخْتَصِمُوْنَ ۝۴۵

45-(یہ تو تھا سلیمانؑ اور ملکہ سبا کا ماجرا جس نے اللہ کے احکام وقوانین کو تسلیم کر کے اپنے آپ کو تباہیوں سے بچا لیا۔ اس کے برعکس وہ اقوام بھی ہیں جنھوں نے رسولوں کی بات نہ مان کر اپنے آپ کو برباد کر لیا، ان میں) بہرحال، تحقیق کرنے والے جانتے ہیں (کہ ایک قومِ) ثمُود تھی جس کی طرف ہم نے ان کے بھائی بندوں میں سے صالح کو بھیجا۔ (اس نے ان سے کہا کہ) تم اللہ کی غلامی اختیار کرو (یعنی اللہ کے سارے احکام وقوانین بغیر کسی شک وشبے کے قبول کر کے ان پر عمل پیرا ہو جاؤ)۔ لیکن (ہوا یہ کہ) وہ اچانک دو گروہوں میں تقسیم ہو کر آپس میں جھگڑا کرنے پر اُتر آئے۔ (ان میں ایک گروہ وہ تھا جس نے صالحؑ کے ساتھ اللہ کے احکام کو تسلیم کر لیا اور دوسرا وہ جس نے اس سے سرکشی اختیار کر لی۔ یوں وہ ایک دوسرے کے دشمن بن گئے)۔

قَالَ يٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ ۚ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝۴۶

46-(صالحؑ نے انہیں بہت سمجھایا لیکن وہ یہی کہتے رہے کہ تم جس عذاب کی دھمکی دے رہے ہو اُسے لے کیوں نہیں آتے)۔ اس نے کہا! اے میری قوم! (تم کس قدر اپنے آپ سے دشمنی کر رہے ہو کہ) زندگی کی حسین وخوشگوار مسرتوں سے پہلے تم کیوں تباہیوں اور بربادیوں کے لئے جلدی مچا رہے ہو۔ تم (ان تباہیوں کو آوازیں دے دے کر بلانے کی

بجائے) اللہ سے ان سے محفوظ رہنے کا سامان کیوں نہیں طلب کرتے۔ (اس سے نہ صرف یہ کہ تم ان تباہیوں سے محفوظ ہو جاؤ گے) بلکہ تمہیں تمہاری نشو ونما کا سامان بھی فراوانیوں سے مل جائے گا۔

قَالُوا اطَّیَّرۡنَا بِکَ وَ بِمَنۡ مَّعَکَ ؕ قَالَ طٰٓئِرُکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ بَلۡ اَنۡتُمۡ قَوۡمٌ تُفۡتَنُوۡنَ ﴿۴۷﴾

47-(اس کے جواب میں) وہ کہنے ! کہ (جب سے) تم اور تمہارے ساتھی (پیدا ہوئے ہیں تب سے ہمیں مسلسل تباہی اور بربادی ہی کی باتیں سنائی دے رہی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ تم لوگ بڑے) منحوس ہو! (اس پر) صالح (ان سے) کہتا! کہ تم پر یہ نحوست (یعنی یہ تباہی اور بربادی ہماری وجہ سے نہیں آ رہی بلکہ تمہارے اپنے اعمال کا نتیجہ ہے جس کا حساب) اللہ کے پاس ہے۔ بلکہ (میں تمہیں پھر تنبیہ کر رہا ہوں) کہ تم ایک ایسی قوم ہو جو سخت ترین آزمائش میں مبتلا ہونے والی ہے۔

وَ کَانَ فِی الۡمَدِیۡنَۃِ تِسۡعَۃُ رَہۡطٍ یُّفۡسِدُوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ وَ لَا یُصۡلِحُوۡنَ ﴿۴۸﴾

48-بہر حال (بات یوں ہے کہ قومِ ثمود کی) بستی میں نو ایسے افراد تھے جنہوں نے ساری سرزمین پر امن واطمینان کو تباہ کر کے زندگی کے حسن وتوازن کو بگاڑ رکھا تھا اور وہ قطعئی طور پر سنور نے سنوارنے کی طرف مائل نہیں ہوتے تھے۔

قَالُوۡا تَقَاسَمُوۡا بِاللّٰہِ لَنُبَیِّتَنَّہٗ وَ اَہۡلَہٗ ثُمَّ لَنَقُوۡلَنَّ لِوَلِیِّہٖ مَا شَہِدۡنَا مَہۡلِکَ اَہۡلِہٖ وَ اِنَّا لَصٰدِقُوۡنَ ﴿۴۹﴾

49-(ایک دن انہوں نے مجلس بلائی) اور کہنے لگے کہ آپس میں مل کر اللہ کی قسم اٹھاؤ کہ (ہم سب مل کر) صالح اور اس کے ساتھیوں پر رات کو حملہ کریں گے۔ اور پھر اس کے وارثوں کو کہہ دیں گے کہ ہم نے (اس کو اور) اس کے ساتھیوں کو ہلاک ہوتے دیکھا تک نہیں اور ہم بالکل سچ کہتے ہیں۔

وَ مَکَرُوۡا مَکۡرًا وَّ مَکَرۡنَا مَکۡرًا وَّ ہُمۡ لَا یَشۡعُرُوۡنَ ﴿۵۰﴾

50-یوں انہوں نے خفیہ تدبیر کی (اور ان کے مقابل) ہم نے بھی ایک ایسی خفیہ چال چلی جس کا انہیں شعور تک نہ ہو سکا۔

فَانۡظُرۡ کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَۃُ مَکۡرِہِمۡ ۙ اَنَّا دَمَّرۡنٰہُمۡ وَ قَوۡمَہُمۡ اَجۡمَعِیۡنَ ﴿۵۱﴾

51-لہٰذا (غور کرو اور) دیکھ لو کہ ان کی خفیہ چال کا کیا انجام ہوا؟ (صالحؑ اور اس کے ساتھی تو صحیح وسلامت رہے مگر) ہم نے انہیں اور ان کی قوم ،سب کو تباہ وبرباد کر ڈالا۔

فَتِلۡکَ بُیُوۡتُہُمۡ خَاوِیَۃًۢ بِمَا ظَلَمُوۡا ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لِّقَوۡمٍ یَّعۡلَمُوۡنَ ﴿۵۲﴾

52-چنانچہ رہ گئے ان کے گھر جو ویران ہو گئے اور وجہ یہ تھی کہ وہ لوگوں کو ان کے حقوق سے محروم کر کے ان کے ساتھ

زیادتی و بے انصافی کرنے کے مجرم بنتے تھے۔تحقیق کرنے والے جانتے ہیں کہ (اس سرگزشت میں) جو علم و بصیرت رکھتے ہیں ان کے لئے سبق آموز آگاہی ہے۔

وَ اَنْجَیْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا یَتَّقُوْنَ ﴿۵۳﴾

53- بہر حال (ان کو تو تباہ کر دیا گیا) لیکن وہ لوگ جنہوں نے نازل کردہ احکام و قوانین اور صداقتوں کو تسلیم کر رکھا تھا اور خوفناک نتائج سے محفوظ رہنے کے لئے ان پر عمل پیرا ہو چکے تھے، انہیں ہم نے (اس تباہی و بربادی) سے بچا لیا۔

وَ لُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ وَ اَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ﴿۵۴﴾

54- اور (نافرمان قوموں میں ایک بار پھر یاد دھانی کے لئے) لُوط (کی سرگزشت دہرائی جاتی ہے) کہ جب اس نے اپنی قوم سے کہا! کہ تم دیکھتے سمجھتے ہوئے بھی طے شدہ جنسی حدوں کو توڑنے پر اُتر آئے ہو۔ (یہ تم کیا کرتے ہو اور کس طرف چلے جا رہے ہو)۔

اَىٕنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ﴿۵۵﴾

55- کیا (تمہارا یہی چلن ہے کہ) تم جنسی خواہش کی تسکین کے لئے عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کی طرف آتے ہو بلکہ (تم نے تو ثابت کر دیا ہے کہ) تم جاہلوں کے کام کرنے والی قوم ہو۔

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا اَخْرِجُوْۤا اٰلَ لُوْطٍ مِّنْ قَرْیَتِكُمْۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ یَّتَطَهَّرُوْنَ ﴿۵۶﴾

56- مگر اس کی قوم کے پاس اس بات کا کوئی جواب نہ تھا سوائے اس کے کہ انہوں نے کہا کہ لُوط کی جماعت کے لوگوں کو اپنی بستی سے نکال باہر کیا جائے کیونکہ یہ بڑے پاکباز انسان بنتے ہیں! (اس لئے ایسے پاکبازوں کا ہم میں کیا کام ہے)۔

فَاَنْجَیْنٰهُ وَ اَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ٘ قَدَّرْنٰهَا مِنَ الْغٰبِرِیْنَ ﴿۵۷﴾

57- آخر کار سوائے (لُوط کی) بیوی کے جس کا کہ پیچھے رہ جانا ہم نے طے کر دیا تھا (کیونکہ وہ بُرے لوگوں کا ساتھ دیا کرتی تھی) ہم نے اس کو یعنی لُوط کو اور اس کے ساتھیوں کو بچا لیا۔

وَ اَمْطَرْنَا عَلَیْهِمْ مَّطَرًاۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِیْنَ۠ ﴿۵۸﴾

ع 4 14 19

58- چنانچہ ہم نے ان پر ایک ایسی بارش برسائی جو اس قدر بُری بارش تھی (کہ وہ سب تباہ و برباد ہو کر رہ گئے) حالانکہ انہیں آگاہ کر دیا گیا تھا کہ بُرے طریقوں سے باز نہیں آؤ گے تو تباہ کر دیے جاؤ گے۔

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰىؕ آٰللّٰهُ خَیْرٌ اَمَّا یُشْرِكُوْنَ ﴿۵۹﴾

59-(لہٰذا، اے رسولؐ انہیں) بتلا دو! کہ (جن داستانوں کا ذکر کیا جا رہا ہے وہ گواہ ہیں کہ زندگی کے حسن و توازن اور اطمینان اور مسرتوں کے ضابطوں کے خلاف کام کرنے والوں کو تباہ و برباد کر دینے والا) اللہ کس قدر تحسین و آفرین کے قابل ہے۔ (مگر ان ظالمین کے گروہ سے) الگ وہ لوگ جو امیزشوں سے پاک ہو کر اللہ کی اطاعت و غلامی اختیار کر لیتے ہیں تو اُن پر امن و سلامتی طاری ہو جاتی ہے۔ (چنانچہ اگر اللہ کے یہ ضابطے اور قوانین نہ ہوتے تو ایک دفعہ جو گروہ قوت حاصل کر لیتا وہ دوسروں پر ظلم و استبداد کیے جاتا اور کوئی اسے روکنے والا نہ ہوتا۔ اس لئے سوچو کہ غلبہ و اقتدار) کیا اللہ کا بہتر ہے یا ان معبودوں کا جنہیں یہ لوگ اللہ کے ساتھ شریک کرتے ہیں (اور انہیں انسانوں پر ظلم کرنے کا ذریعہ بناتے ہیں)۔

اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ۞

60-(اور اے رسولؐ اگر یہ پھر بھی تسلیم نہیں کرتے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرنا چاہیے تو ان سے پوچھو کہ) وہ کون ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو درست توازن و تناسب میں وجود پذیر کیا۔ اور (وہ کون ہے جس نے) آسمان سے تمہارے لئے پانی نازل کیا ہے۔ اور پھر یہ ہے کہ ہم اس سے خوشنما بارونق باغات اُگا دیتے ہیں۔ مگر تمہارے لئے تو یہ (ممکن) ہی نہیں تھا کہ تم ان (باغات) کے درخت (بغیر پانی کے) اُگا سکتے۔ (لہٰذا، اب غور کرو اور سوچو کہ) کیا احکام و قوانین اختیار کیے جانے اور پرستش کیے جانے کے لئے اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی ایسا ہو سکتا ہے (جو اس قدر قوتوں کا مالک ہو کر اُس کے اختیارات میں شریک ہو سکے) لیکن وہ لوگ (یعنی شرک کرنے والے کسی نہ کسی کو اللہ کے اختیارات میں شریک کر لیتے ہیں اور یوں وہ غلط اور) ٹیڑھے طریقوں کو اختیار کیے رکھتے ہیں۔

اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ اَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۞

61-(اور ان سے یہ بھی پوچھو کہ) وہ کون ہے جس نے زمین کو (باوجود اس کی اس قدر تیز گردش کے) ایسا بنا دیا (جس پر ہر شے عمدگی سے) ٹھہر سکتی ہے۔ اور اس کے آر پار بہتی ہوئی ندیاں بنا ڈالیں۔ اور اس کے لئے (پہاڑوں) کی میخیں بنا دیں۔ اور دو دریاؤں کے درمیان روک کا سامان پیدا کر دیا، 25/53۔ (لہٰذا، اب غور کرو اور سوچو کہ) کیا احکام و قوانین اختیار کیے جانے کے لئے اور پرستش کیے جانے کے لئے اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی ایسا ہو سکتا ہے (جو اس قدر قوتوں کا مالک ہو کر اس کے اختیارات میں شریک ہو سکے)۔ لیکن ان لوگوں کی اکثریت علم و بصیرت سے کام نہیں لیتی۔

اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَیَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَیَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ؕ﴿۶۲﴾

62-(اور پھران سے یہ بھی پوچھو کہ) وہ کون ہے جو کسی بے قرار و پریشان کی دُعا کا جواب دیتا ہے جب وہ اسے (پکارتا) ہے اور اس کی مشکلات کو دُور کرتا ہے۔ اور تمہیں زمین میں خلافتیں عطا کرتا ہے (یعنی تمہیں زمین میں اس لئے حکمرانیاں عطا کرتا ہے کہ تم نازل کردہ احکام وقوانین کو نافذ کر کے پریشان لوگوں کی پریشانیاں اور مشکلات ختم کردو)۔ (لہٰذا، اب غور کرو اور سوچو کہ) کیا احکام وقوانین اختیار کیے جانے اور پرستش کیے جانے کے لئے اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی ایسا ہو سکتا ہے (جو اس قدر قوتوں کا مالک ہو کر اس کے اختیارات میں شریک ہو سکے۔ لیکن انسانوں میں بہت) کم ایسے ہیں جو اس سے سبق آموز آگاہی حاصل کرسکیں۔

اَمَّنْ یَّهْدِیْكُمْ فِیْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ یُّرْسِلُ الرِّیٰحَ بُشْرًۢا بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ؕ﴿۶۳﴾

63-(اور ان سے پوچھو) کہ وہ کون ہے جو خشکی اور سمندر کی تاریکیوں میں تمہاری رہنمائی کرتا ہے۔ اور وہ کون ہے جو نشو ونما کے لئے خوشگواریاں اور فراوانیاں (رحمتہ) میسر کرنے سے پہلے ایسی ہوائیں چلاتا ہے جو خوشخبری دے رہی ہوتی ہیں (کہ ایسی بارش آنے والی ہے جو شادابیوں اور رزق کی فراوانیوں کا باعث بنے گی)۔ (لہٰذا، اب غور کرو اور سوچو کہ) کیا احکام وقوانین اختیار کیے جانے کے لئے اور پرستش کیے جانے کے لئے اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی ایسا ہو سکتا ہے (جو اس قدر قوتوں کا مالک ہو کر اس کے اختیارات میں شریک ہو سکے۔ تو کیا اس سے واضع نہیں ہوتا کہ) اللہ ان سے بہت اعلیٰ و برتر ہے جن کو لوگ اللہ کا شریک بنالیتے ہیں۔

اَمَّنْ یَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ وَمَنْ یَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۶۴﴾

64-(اور ان سے پوچھو کہ) وہ کون ہے جو تخلیق کرنے کی ابتداء کرتا ہے اور پھر اس کا اعادہ کرتا ہے (یعنی مخلوق کا پہلی بار وجود میں آنا اور پھر اسی مخلوق کی نسل کے پیدا ہوتے رہنے کا انتظام اس قدر بڑی حقیقت ہے کہ اسے سوائے اللہ کے اور کون کرسکتا ہے کہ اسے اللہ کا شریک ٹھہرالیا جائے) اور (ان سے یہ بھی پوچھو کہ) وہ کون ہے جو تمہیں آسمانوں سے اور زمین سے زندگی کی نشو ونما کا سامان عطا کرتا ہے (لہٰذا، غور کرو اور سوچو کہ) کیا احکام وقوانین اختیار کیے جانے کے لئے اور پرستش کیے جانے کے لئے اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی ایسا ہو سکتا ہے (جو اس میں شریک ہو سکے)۔ (چنانچہ اے محمدؐ)

کہو (ان سے کہ اگر تم سمجھتے ہو کہ ایسا ہوسکتا ہے) اور اگر تم سچے ہو تو (اپنے دعوے کی تائید میں) دلیل پیش کرو۔

قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَمَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ ۝۶۵

65-(اور ان لوگوں کی جہالت کا یہ عالم ہے کہ زندوں کو تو ایک طرف یہ مُردوں کو بھی اللہ کے اختیارات میں شریک کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ ایسا ہی غیب کا علم رکھتے ہیں جیسا کہ اللہ رکھتا ہے اسی لئے مرادیں پوری کر سکتے ہیں۔ حالانکہ، اے رسولؐ) ان کو آگاہ کردو کہ سوائے اللہ کے، آسمانوں اور زمین میں کوئی بھی غیب کا علم نہیں رکھتا۔ (اور یہ جو مُردے ہیں جن کے بارے میں تم سمجھتے ہو کہ یہ غیب کا علم رکھتے ہیں، تو یہ غلط ہے) کیونکہ وہ تو اتنا بھی شعور نہیں رکھتے کہ وہ کب اٹھائیں جائیں گے، (اس لئے ان سے کیوں دعائیں مانگتے ہو، 16/21، 13/14)۔

بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ ۚ بَلْ هُمْ فِیْ شَكٍّ مِّنْهَا ۚ بَلْ هُمْ مِّنْهَا عَمُوْنَ ۝۶۶ ع 5 8 1

66-(اور) جہاں تک آخرت (کی زندگی کا تعلق ہے کہ جب مرنے کے بعد انسان کو آخر کار پھر زندگی ملے گی اور اس کے اعمال کی جوابدہی ہوگی تو) اس کے بارے میں (نوع انساں کو وحی کے ذریعے) مسلسل علم حاصل ہوتا رہا ہے لیکن اس کے باوجود یہ لوگ اس کے متعلق شک میں پڑے ہوئے ہیں بلکہ وہ اس کے بارے میں اندھوں (کی طرح تاریکی میں پڑے ہوئے ہیں)۔

(**نوٹ**: اس آیت 27/66 میں بعض مفسرین ادرک کا مطلب یوں کرتے ہیں کہ آخرت کے بارے میں ان کا علم انتہا کو پہنچ کر منقطع ہوگیا یا ان کا علم تھک کر رہ گیا۔ لیکن ادرک کا مادہ (د۔ر۔ک) ہے۔ اس کا بنیادی مطلب ہے کسی کا پیچھا کرکے اس سے جا ملنا۔ الدرک کا لفظ درج کے مقابل آتا ہے۔ سیڑھی کے ڈنڈوں سے اوپر چڑھنے کو درجات کہتے ہیں اور نیچے اترنے کے لحاظ سے درکات کہتے ہیں۔ اسی لئے جنت کے منازل و مراتب کو درجات کہا جاتا ہے لیکن اس کے برعکس جہنم کے منازل کو درکات کہا جاتا ہے جیسا کہ آیت 4/145 میں بتلایا گیا ہے "ان المنفقین فی الدرک الاسفل من النار" یعنی بے شک منافقین پستی میں اُترتے اُترتے آگ کی یعنی دوزخ کی سب سے پست ترین حالت میں ہوں گے۔ چنانچہ سیڑھی کے اعتبار سے قدم بہ قدم نیچے کو اترتے چلے آنا کے حوالے سے ادرک کا مطلب ہوگا کسی چیز کا مسلسل اور پیہم اس طرح آگے چلتے آنا کہ اس کا آخری حصہ پہلے حصے سے ملا ہوا ہو۔ لہٰذا، یہی مطلب اس آیت کے ترجمے میں اختیار کیا گیا ہے۔ البتہ ادراک اس علم کو کہتے ہیں جو حواس، محسوسات کے ذریعہ انسان کو آگے سے آگے کسی شے کی تہوں تک حاصل ہوتا جائے)۔

وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا وَّاٰبَآؤُنَاۤ اَئِنَّا لَمُخْرَجُوْنَ ۝۶۷

67-اور کافر لوگ یعنی وہ لوگ جو نازل کردہ سچائیوں و احکام و قوانین کو تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہیں وہ کہتے ہیں! کہ جب ہم اور ہمارے آباؤ اجداد مر کر مٹی ہو جائیں گے تو کیا ہم (پھر بھی) نکالے جائیں گے (وہاں سے جہاں بھی مر کر وہ

جا چکے ہوں گے)۔

لَقَدْ وُعِدْنَا هٰذَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۶۸﴾

68-(اور پھر وہ طنزاً کہتے ہیں کہ) حقیقت یہ ہے کہ ہم سے بھی یہی وعدہ کیا جا رہا ہے (کہ جب ہم مر جائیں گے تو ہمیں زندہ کر کے اٹھایا جائے گا) اور (یہی وعدہ) اس سے پہلے ہمارے آباء واجداد سے کیا جاتا رہا ہے (حالانکہ آج تک نہ وہ زندہ ہوئے ہیں اور نہ ہی ہم میں سے جو مر گیا ہے ہم نے اسے زندہ ہوتے دیکھا ہے)۔ اس لئے یہ محض اگلے وقت کے لوگوں کی بیان کردہ کہانیاں ہیں (جو اس طرح دہرائی جا رہی ہیں اور ان کی حقیقت کچھ بھی نہیں ہے)۔

قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۶۹﴾

69-(اسی وجہ سے یہ سمجھتے ہیں کہ وہ جو بھی برائیاں کرتے رہیں انہیں کوئی تباہی نہیں آسکتی، مگر اے رسولؐ) ان سے کہو کہ زمین میں چلو پھر و اور (تباہ شدہ اقوام کی بستیوں کے کھنڈرات) کو دیکھ کر (بتاؤ کہ جن قوموں نے انسانیت کے خلاف جرائم کرنے کا راستہ اختیار کر رکھا تھا تو) ان مجرموں کا انجام کیسا ہوا۔

وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ﴿۷۰﴾

70-(لہٰذا، اے رسولؐ تم لوگوں تک دی گئی آگاہی کو پہنچاتے چلے جاؤ) مگر تم اس سے غمگین نہ ہونا کہ یہ لوگ (صحیح بات کو تسلیم کیوں نہیں کرتے) اور نہ ہی ان کی تدبیروں اور سازشوں سے جو یہ (اس دین کے خلاف کرتے ہیں) دل گرفتہ ہونا۔

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۷۱﴾

71-اور یہ لوگ (بار بار) کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو (بتلاؤ کہ ہم پر عذاب آنے کی جو ہمیں دھمکی دیتے ہو تو) اس کا وعدہ کب پورا ہو گا۔

قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ رَدِفَ لَكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۷۲﴾

72-ان سے کہو کہ (جن تباہیوں کے متعلق) تم اس قدر جلدی مچا رہے ہو تو ہوسکتا ہے کہ ان میں سے بعض بالکل ہی تمہارے پیچھے چلی آرہی ہوں۔

وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۷۳﴾

73- لیکن حقیقت یہ ہے کہ (اعمال اور نتائج میں مہلت کا وقفہ اس لئے رکھا گیا ہے کیونکہ) تمہیں نشوونما دینے والا نوع انساں سے نرمی اور تحمل برتنا چاہتا ہے (تاکہ لوگ اپنی غلط روش کو چھوڑ کر صحیح راستہ اختیار کرلیں اور اس طرح تباہی سے بچ

جائیں) لیکن اکثر ایسے ہیں جو اس کی قدر نہیں کرتے (اور اس سے ناجائز فائدہ اٹھاتے چلے جاتے ہیں)۔

وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَعۡلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوۡرُهُمۡ وَمَا يُعۡلِنُوۡنَ ﴿۷۴﴾

74-اور (وہ جو ظاہری طور پر اس دین کے حق میں باتیں کرتے ہیں اور باطنی طور پر اس کے خلاف سوچتے ہیں، تو ان کو آگاہی دے دو کہ) بلاشبہ تمہارے رب کو ان سب باتوں کا علم ہے جو ان کے سینوں میں چھپی ہیں اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں۔

وَمَا مِنۡ غَآئِبَةٍ فِى السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ اِلَّا فِىۡ كِتٰبٍ مُّبِيۡنٍ ﴿۷۵﴾

75- مگر (ان کے ذہنوں میں ابھرنے والے احساسات تو ایک طرف، اللہ تو وہ ہے) جس سے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ چھپا ہوا نہیں ہے اس لئے کہ وہ اللہ کے شفاف لامحدود علوم سے باہر نہیں ہے (کتابِ مبین)۔

اِنَّ هٰذَا الۡقُرۡاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ اَكۡثَرَ الَّذِىۡ هُمۡ فِيۡهِ يَخۡتَلِفُوۡنَ ﴿۷۶﴾

76-اور حقیقت یہ ہے کہ یہ قرآن (اللہ کے اسی شفاف لامحدود علم کی بناء پر ہی) بنی اسرائیل پر (نازل شدہ اُمور کو بڑی وضاحت سے بیان کر دیتا ہے) جن میں وہ اکثر و بیشتر اختلاف کرتے رہتے ہیں۔

وَاِنَّهٗ لَهُدًى وَّرَحۡمَةٌ لِّلۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۷۷﴾

77-اور بلاشبہ یہ (قرآن) اہلِ ایمان کے لئے یعنی ان کے لئے جو نازل کردہ احکام وقوانین وصداقتوں کو تسلیم کر کے اطمینان و بے خوفی کی حالت میں داخل ہو گئے ہیں صحیح راستے کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور ان کو خوشگواریوں اور سرفرازیوں کے کمال تک لے جانے کا باعث ہے (رحمۃ)۔

اِنَّ رَبَّكَ يَقۡضِىۡ بَيۡنَهُمۡ بِحُكۡمِهٖ‌ۚ وَهُوَ الۡعَزِيۡزُ الۡعَلِيۡمُ ﴿۷۸﴾ۚۙ

78-(اس کے برعکس وہ لوگ جو اس ہدایت اور رحمت کو مسترد کر دیتے ہیں تو پھر انہیں) یقین کر لینا چاہیے کہ تمہارا رب ان کے درمیان اپنا فیصلہ نافذ کر کے رہے گا اور وہ (یہ اس لئے کر سکتا ہے کیونکہ وہ) لامحدود قوتوں اور لامحدود علم کا مالک ہے۔

فَتَوَكَّلۡ عَلَى اللّٰهِ‌ؕ اِنَّكَ عَلَى الۡحَـقِّ الۡمُبِيۡنِ ﴿۷۹﴾

79-لہٰذا (اے رسولؐ) تم اللہ (کے اٹل احکام وقوانین) پر بھروسہ کر لو اور یقین رکھو کہ تم ایسی نکھری ہوئی شفاف سچائی پر گامزن ہو (جو اپنی گواہی آپ ہے)۔

اِنَّكَ لَا تُسۡمِعُ الۡمَوۡتٰى وَلَا تُسۡمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوۡا مُدۡبِرِيۡنَ ﴿۸۰﴾

80-(مگر اے رسولؐ اس سے بھی آگاہ رہو کہ ان سچائیوں کے بارے میں) تم یقیناً مُردوں کو کچھ نہیں سنا سکتے اور نہ تم بہروں کو اپنی پکار سنا سکتے ہو جو کہ پشت پھیر کر چلے جاتے ہیں (یعنی وہ لوگ جنہوں نے اپنی عقلوں اور جذبوں کو مُردہ کر رکھا ہے اور سچائی کے لئے کان بند کر رکھے ہیں اور تہیہ کر رکھا ہے کہ وہ سچائیوں کو تسلیم ہی نہیں کریں گے تو اس سلسلے میں انہیں کچھ بھی نہیں سنایا جا سکتا)۔

وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِي الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ؕ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۸۱﴾

81-اور نہ ہی تم اندھوں کو ان کی گمراہی سے نکال کر سیدھا راستہ دکھا سکتے ہو (یعنی وہ جو آنکھیں کھول کر سیدھے راستے پر چلنا ہی نہیں چاہتے انہیں سیدھا راستہ نہیں دکھایا جا سکتا)۔ البتہ تم صرف انہیں سنا سکتے ہو (جو سننے کے لئے آمادہ ہوں) اور جنہوں نے ہمارے احکام وقوانین کو تسلیم کر لیا ہو کیونکہ یہ ہیں وہ جو مسلمان ہو گئے ہوتے ہیں (یعنی وہ اللہ کے مطیع و فرماں بردار ہو چکے ہوتے ہیں)۔

ع 6 16 2

وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ ۙ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ ﴿۸۲﴾

82-بہر حال، جب ان پر یہ قول واقع ہوگا (یعنی اللہ کی یہ بات پوری ہونے کی آمد آمد ہوگی کہ قیامت آ کر رہے گی اور اعمال کی جوابدہی ہوگی تو اس وقت) ہم ان کے لئے زمین سے ایک ایسا جانور نکالیں گے جو ان سے باتیں کرے گا کیونکہ انسان ہمارے احکام وقوانین پر یقین نہیں کیا کرتے تھے (تب انہیں احساس ہوگا کہ وہ کس قدر غلطی اور گمراہی میں مبتلا تھے اور صرف دنیا کے ہی ہو کر رہ گئے تھے)۔

(**نوٹ**: یہ وہ وقت ہوگا جب انسان کو دی گئی مہلت ختم ہونے والی ہوگی اور یہ جانور ایک بھی ہو سکتا ہے یا یہ ایسا جانور بھی ہو سکتا ہے جس کی ساری جنس کے جانور باتیں کریں گے۔ اور یہ نشانی ظاہر ہونے کے بعد قیامت کتنی دیر کے بعد آئے گی اس کے بارے میں آگاہی نہیں دی گئی)۔

وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ يُّكَذِّبُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿۸۳﴾

83-اور اس دن ہم ہر امت میں سے ایسے لوگوں کی فوج جمع کر لائیں گے جو ہمارے احکام وقوانین اور سچائیوں کو جھٹلاتے تھے۔ اور پھر (ان کے اعمال کے مطابق ان کی درجہ بندی کر کے) ایک ضبط میں لایا جائے گا۔

حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْ قَالَ اَكَذَّبْتُمْ بِاٰيٰتِيْ وَلَمْ تُحِيْطُوْا بِهَا عِلْمًا اَمَّاذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۸۴﴾

84-یہاں تک کہ جب وہ حاضر کر دیے جائیں گے تو ان سے کہا جائے گا کہ کیا تم ہی ہو جنہوں نے میرے احکام وقوانین اور سچائیوں کو جھٹلا رکھا تھا اور انہیں کبھی علم و بصیرت کے احاطے میں نہیں لاتے تھے یا (اگر تم نے ایسا نہیں کیا) تو

پھر کیا کیا کرتے تھے (اور کیوں نازل کردہ سچائیوں سے سرکشی کرتے رہتے تھے)۔

وَوَقَعَ الۡقَوۡلُ عَلَيۡهِمۡ بِمَا ظَلَمُوۡا فَهُمۡ لَا يَنۡطِقُوۡنَ ﴿۸۵﴾

85-الغرض، انہوں نے جن جن حقوق سے انکار کر کے زیادتی و بے انصافی کی ہو گی اس کی وجہ سے (اللہ) کا اٹل فیصلہ ان پر صادر ہو جائے گا اور پھر وہ آگے سے بول ہی نہیں سکیں گے۔

اَلَمۡ يَرَوۡا اَنَّا جَعَلۡنَا الَّيۡلَ لِيَسۡكُنُوۡا فِيۡهِ وَالنَّهَارَ مُبۡصِرًا ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يُّؤۡمِنُوۡنَ ﴿۸۶﴾

86-(ان لوگوں نے ہمارے احکام وقوانین اور ہماری نشانیوں پر غور نہ کرنے کا اس قدر تہیہ کر رکھا تھا کہ ساری کائنات کے بڑے بڑے پوشیدہ قوانین تو ایک طرف ان سے یہ پوچھا جائے گا کہ) کیا وہ نہیں دیکھتے تھے کہ ہم نے رات کو ایسا بنایا کہ اس میں (دن کی رونقیں) ساکن ہو جاتی تھیں اور دن کو دیکھنے کے لئے (ایسا بنایا کہ اس میں واضع نظر آنے لگتا تھا)۔لہٰذا، وہ لوگ جو نازل کردہ سچائیوں واحکام وقوانین کو تسلیم کر لیتے تھے ان کے لئے تو یقیناً ان میں ایسی نشانیاں تھیں (جن سے وہ سیکھ لیتے تھے کہ رات دن کی گردش کا قانون ثابت کرتا ہے کہ عروج وزوال اور موت وحیات کے بھی اسی طرح اٹل قوانین ہیں)۔

وَيَوۡمَ يُنۡفَخُ فِى الصُّوۡرِ فَفَزِعَ مَنۡ فِى السَّمٰوٰتِ وَمَنۡ فِى الۡاَرۡضِ اِلَّا مَنۡ شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَكُلٌّ اَتَوۡهُ دٰخِرِيۡنَ ﴿۸۷﴾

87-چنانچہ (وعدے کے مطابق جب وہ وقت طاری ہو گا تو یوں کہ) اس دن صور میں پھونک ماری جائے گی (یعنی بگل نما چیز میں پھونک مار کر جو آواز پیدا ہوتی ہے تو ویسی ایک آواز طاری ہو جائے گی ایسی) کہ جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے (سب کے سب) دہشت زدہ ہو کر رہ جائیں گے۔صرف وہ (دہشت زدہ نہیں ہو گا) جس کے لئے اللہ ہی ایسا چاہے گا (یعنی جو اللہ کی مرضی کے مطابق زندگی گزارتا رہا ہو گا صرف وہ دہشت زدہ نہیں ہو گا) ورنہ ساری کی ساری (سرکش قوتیں) عاجز و بے دست و پا ہو کر اس کے سامنے جھک جائیں گی۔

وَتَرَى الۡجِبَالَ تَحۡسَبُهَا جَامِدَةً وَّهِىَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ؕ صُنۡعَ اللّٰهِ الَّذِىۡۤ اَتۡقَنَ كُلَّ شَىۡءٍ ؕ اِنَّهٗ خَبِيۡرٌۢ بِمَا تَفۡعَلُوۡنَ ﴿۸۸﴾

88-اور (تم جو ان بڑے بڑے) پہاڑوں کو دیکھتے ہو جن کے متعلق تمہارا گمان یہ ہے کہ (یہ اس قدر) جمے ہوئے ہیں کہ (انہیں ہلایا نہیں جا سکتا) تو یہ (اس وقت) بادلوں کی طرح اڑ رہے ہوں گے۔(کیونکہ یہ ساری کی ساری تو) اللہ کی کاریگری ہے جس نے ہر شے کو نہایت درست اور مستحکم انداز سے بنا رکھا ہے۔(بہر حال) حقیقت یہ ہے کہ اسے اس کی مکمل خبر ہے جو کچھ کہ تم کرتے رہتے ہو۔

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ ﴿۸۹﴾

89- لہٰذا (اس دن) جو شخص حسن و توازن پر مبنی اعمال کے ساتھ آئے گا تو اُس کے لئے خوشگواریاں اور سرفرازیاں ہوں گی اور ایسے لوگ اس دن ہولناک پریشانیوں سے (محفوظ ہو کر) امن میں رہیں گے۔

وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ ۭ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۰﴾

90- (ان کے برعکس) جو شخص بُرے اعمال کے ساتھ آئے گا تو ایسے لوگ اوندھے منہ آگ میں ڈال دیے جائیں گے (اور ان سے پوچھا جائے گا کہ تم سمجھتے تھے کہ) کیا تمہیں ان اعمال کا بدلہ نہیں ملے گا جس کو کہ تم کیا کرتے تھے؟

اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِيْ حَرَّمَهَا وَلَهٗ كُلُّ شَيْءٍ ۡ وَّاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۹۱﴾

91- (چنانچہ اے نوعِ انساں! اگر تم بُرے اعمال سے بچ کر ایسی زندگی گزارنا چاہتے ہو جو حسن و توازن پر مبنی ہو تو اے رسولؐ! یہ آگاہی دے دو کہ) مجھے جو حکم دیا گیا ہے وہ سوائے اس کے اور نہیں کہ میں اس رب کا اطاعت گزار بن کر اس کے احکام و قوانین اور پرستش کو اختیار کر لوں جس نے اس شہر کو محترم بنا رکھا ہے (یعنی جس نے شہرِ مکہ کو کعبہ کی وجہ سے محترم بنا دیا ہے جس میں کہ جو کچھ حرام ہے اس کی قطعئی طور پر اجازت نہیں تا کہ یہ دنیا کی تمام بستیوں اور شہروں کے لئے ایک نمونہ سمجھا جائے اور اجتماعیت کی بنیاد فراہم کرے) اور (یہ بھی بتلا دو کہ) مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں مسلمانوں میں سے ہو کر رہوں (یعنی جس طرح کائنات کی ہر شے اللہ کے مقاصد کی تکمیل کے لئے سرگرمِ عمل ہے اسی طرح میں اس کے احکام و قوانین کے سامنے سرِ تسلیم خم کر کے اس کے مقاصد کی تکمیل کے لئے تگ و تاز کروں)۔

وَاَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَقُلْ اِنَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ﴿۹۲﴾

92- یعنی یہ کہ میں اس قرآن کی پیروی کرتے ہوئے لوگوں کو بتلا دوں کہ حقیقت یہ ہے کہ جو کوئی درست راستے کے لئے رہنمائی اختیار کر لیتا ہے تو وہ اپنے آپ کو ہی ہدایت یافتہ محسوس کر کے (فائدے میں رہتا ہے)۔ اور جو گمراہی میں رہے گا (تو اس کا نقصان وہ خود اٹھائے گا)۔ اس لئے ان کو آگاہ کر دو کہ میں صرف ان میں سے ہوں جن کا کام یہ ہوتا ہے کہ پہلے سے آگاہ کر دیں کہ جو غلط روش اختیار کر رکھی ہے اس کے نتائج تباہ کن ہوں گے۔

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ فَتَعْرِفُوْنَهَا ۭ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾ ع 7 11 3

93- اور کہہ دو (کہ ایسا نظام قائم ہو کر رہے گا جو) اللہ کی تحسین و آفرین (کی جیتی جاگتی تصویر ہو گا) اور تمہارے سامنے بہت جلد ایسی نشانیاں آ جائیں گی جن سے تم پہچان لو گے (کہ اللہ جو کہتا تھا وہ سچ ہو کر رہتا ہے) اور (اس لئے یاد رکھو کہ) تم جو عمل بھی کرتے ہو اس سے تمہیں نشو و نما دینے والا بے خبر نہیں ہے۔